فقہِ اسلامی میں معرفتِ "فروق"

ڈاکٹر مولانا محمد اویس معصومی

فقہ اسلامی کی بعض اصطلاحات میں فرق کا جاننا طالبِ فقہ اور فقیہ کے لئے لازم ہے بصورت دیگر وہ استنباط مسائل میں ایسی ٹھوکر کھائے گا کہ نتائج منشائے شارع کے خلاف برآمد ہوں گے......ذیل میں بعض ایسے ہی فروق کا ذکر کیا جاتا ہے......

(۱) فقہ اور اصول فقہ میں فرق:

فقہ کے لغوی معنی ہیں:

"الفقه عبارة عن فهم غرض المتكلم من كلامه"[۱]

ترجمہ: فقہ متکلم کی غرض کو اس کے کلام سے سمجھنے سے عبارت ہے۔

فقہ کی اصطلاحی تعریف یہ ہے:

"هو العلم بالاحكام الشرعية العملية المكتسب من ادلتها التفصيليه"[۲]

ترجمہ: فقہ ایک ایسا علم ہے جو احکام شرعیہ عملیہ اور اکتسابیہ کے ذریعے ان کے دلائل تفصیلیہ سے حاصل ہو۔

فقہ دراصل اپنی رائے اور اجتہاد، فکر و نظر اور تامل کے ذریعے اس معنی خفی تک پہنچنے کو کہتے ہیں جو حکم سے متعلق ہوتا ہے مگر ظاہر نہیں ہوتا ہے اور فقیہ اپنی رائے اور عقل سے اسے ظاہر کرتا ہے۔ اسی لئے اللہ کو فقیہ کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ پر کوئی شئی مخفی نہیں ہے۔[۳]

اصول فقہ کے مطابق احکام کا ادلہ شرعیہ سے استخراج واستنباط کرنا فقہ کہلاتا ہے۔ اور فقہ کا موضوع "مکلّف" کا فعل ہے۔ کیونکہ اس کے لئے احکام شرعیہ ثابت ہیں۔ لہذا فقیہ مکلّف کی بیع، اجارہ، رہن، صلاۃ اور صوم سے متعلق بحث کرتا ہے۔ اور ان افعال میں سے ہر فعل کی پہچان حاصل کرتا ہے۔

فقہ دراصل اصول فقہ کا مدلول ہے۔ جو بعض کلامی مباحث جن کا ادلہ شرعیہ سے تعلق ہوتا ہے اور خود ادلہ شرعیہ یعنی کتاب وسنت، اجماع اور قیاس کے مباحث سے مستمد ہوتا ہے۔

☆انت تحمل فی نفسك قناطیر النعم وكنوز الخیرات التی وهبك ایاها.☆

فقہ میں غور وفکر کی غرض وغایت دنیاوآخرت میں فلاح وکامرانی ہے جواوامر پرعمل اورنواھی سے اجتناب پرہی ممکن ہے۔فقہ میں خطاب کے اثر سے بحث ہوتی ہے۔یعنی حکم اللہ کا خطاب ہے۔مگراس کا نتیجہ مجتہد نکالتا ہے۔[۴]

اصول اصل کی جمع ہے۔اس کے لغوی معنی یہ ہیں:

"عبارۃ عمایفتقر الیہ ولایفتقرھو الی غیرہ"[۵]

ترجمہ:اصول وہ شئی ہے جس کے دوسرے محتاج ہوں مگروہ کسی کا محتاج نہ ہو۔

اصول کے شرعی معنی یہ ہیں:

"عبارۃعماینبنی علیہ غیرہ ولاینبنی ھوعلی غیرہ"[۶]

ترجمہ:اصول وہ شئی ہے جودوسرے مسائل کی بنیاد ہومگرخوداس کی بنیادکسی اور پرنہ ہو(بلکہ ثابت شدہ ہو)۔

اصول فقہ کی تعریف:

"ھوالعلم بالقواعد التی یتوصل بھاالی الفقھہ"[۷]

ترجمہ:ایسے قواعد وقوانین کاعلم جن کے ذریعے فقہ(یعنی مسائل کے احکام سمجھنے)تک رسائی حاصل ہو۔

ان اصول وقواعد سے مراد وہ قوانین واصول میں جو"روایۃ الاصول'الجامع الصغیر'جامع الکبیر'المبسوط'الزیادات اوردیگراصول فقہ کی کتب میں بکھرے پڑے ہیں۔اورجن کی پابندی استخراج واستنباط کے وقت فقیہہ پرلازم ہےجن کی روشنی میں وہ احکام مرتب کرتا ہے۔

اصول فقہ کاموضوع ادلہ اجمالیہ ہیں۔اس حیثیت سے کہ ان کے ذریعے احکام کلیہ کوثابت کیاجائے۔اس کے موضوع کی بحث عام طور پرقیاس اوراس کی حجیت'عام'تقید'امراوراس کے مدلولات وغیرہ کےمتعلق ہوتی ہے۔

اصول فقہ کی غرض وغایت ادلہ تفصیلیہ پرقواعد کلیہ کی تطبیق کرنا تاکہ شرعی مسائل کااستنباط اورفقہا کے اختلافات میں ترجیح دی جاسکے۔

اصول فقہ کے مباحث علم کلام اورلغت عربیہ سے مستمد ہوتے ہیں اورنفس خطاب سے بحث ہوتی

ہے۔جوکہ اللہ کا حکم ہے۔۸

(۲)عام مخصوص اور غیر مخصوص میں فرق:

عام مخصوص منہ البعض: عام مخصوص منہ البعض ایک ایسا کلمہ ہے کہ جس کے حکم عام کے تمام افراد میں سے بعض کو حکم سے مستثنیٰ کر کے بعض کو حکم کے ساتھ خاص کر دیا گیا ہو۔

اس کا حکم یہ ہے کہ جن بعض افراد کو حکم کے ساتھ مخصوص کرلیا گیا ہے ان کے علاوہ باقی تمام افراد پر اس حکم کا عمل واجب ہے۔مگر یہ احتمال بھی رہے گا کہ باقی ماندہ افراد کی بھی تخصیص ہوسکتی ہے۔وہ تخصیص خبر واحد یا قیاس دونوں میں سے کسی ایک کے ذریعے بھی ہوسکتی ہے۔لیکن اس تخصیص کے بعد کم از کم تین افراد کا عام رہنا ضروری ہے تا کہ وہ اس حکم پر عمل کریں۔

اور اگر مخصوص مجہول ہے تو پھر ہر فرد معین میں تخصیص کا احتمال ہے جیسے:

''اقتلو المشر کین و لاتقتلو ابعضھم ''اس میں'' و لاتقتلو ابیضھم''، مخصوص مجہول ہے۔

اور اگر مخصوص معلوم ہو تو باقی تمام افراد پر اس حکم کے عمل کا وجوب قطعی نہیں ہے بلکہ تخصیص کا احتمال بھی موجود رہیگا۔جیسے

''اقتلوا المشر کین و لاتقتلوا اھل الذمة ''اس میں''و لاتقتلوا اھل الذمة'' مخصوص معلوم ہے۔

دلیل قطعی سے تخصیص کے بعد جب عام ظنی ہوگیا تو خبر واحد اور قیاس بھی اس کے معارض ہوسکتے ہیں۔اگر تخصیص کے بعد تین افراد سے کم باقی رہے تو وہ عام حقیقی عام نہیں بلکہ نسخ بن جائے گا۔اور عام کو خبر واحد اور قیاس کے ذریعے منسوخ کرنا جائز نہیں ہے۔۹

عام غیر مخصوص منہ البعض:

عام غیر مخصوص منہ البعض ایسا لفظ ہے جو اپنے تمام افراد کو شامل ہوتا ہے۔چاہے لفظا ہو جیسے ''مشرکون، مسلمون'' (یعنی ایک یا ایک سے زائد افراد کے لئے) یا معنیً ہو جیسے ''من اور ما''۔۱۰

عام غیر مخصوص منہ البعض اپنے عمل کے لازم ہونے میں بمنزلہ خاص کے ہے۔یعنی عام اپنے مفہوم پر قطعی الدلالۃ اور واجب العمل ہے۔مثلا

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب سارق کے ہاتھ کاٹے گئے تو مسروق کا ضمان اس پر واجب

نہیں ہے۔کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے:"فاقطعوا ایدیھما جزاء بما کسبا"میں"بما" کلمہ عام ہے۔یعنی چوری شدہ چیزاور چوری کے عمل دونوں کی سزا قطع ید ہے۔اس کو مال مغصوب کی ہلاکت پر قیاس نہیں کریں گے جیسا کہ امام شافعی کا خیال ہے۔ورنہ کتاب الٰہی کے حکم عام کا ترک قیاس سے لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں ہے۔[11]

(۳) قیاس اور دلالۃ النص میں فرق:

قیاس کی تعریف:

"ھو تعدیة الحکم من الاصل الی الفرع بعلة متحدةبینھماولاتدرک بمجردااللغة"[12]

ترجمہ: قیاس،اصل کے حکم کو فرع کی طرف متعدی کرنا علت مشترکہ کی بنا پر اور یہ بات (یعنی علت کا متحد ہونا)صرف لغۃ ہی معلوم نہ ہو(بلکہ خوب غوروخوض کے بعد ہی پتہ چلے کہ دونوں میں علت مشترک ہے)

مثلا:قرآن کریم میں دو بہنوں کو بیک وقت ایک ہی شخص کے نکاح میں رکھنا منع ہے۔اور حدیث میں پھوپھی اور بھتیجی یا خالہ اور بھانجی کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا منع ہے۔یہ دونوں اصل ہیں۔اور حرمت والے رشتوں کے درمیان قطع رحمی اور نسبی احترام کی خلاف ورزی ان کی مشترکہ علت ہے۔فقہانے اس اصل پر قیاس کرتے ہوئے یہ حکم ہر ان دوعورتوں پر جاری کیا ہے کہ ان میں سے اگر ایک کو مرد قرار دیا جائے تو دوسرے کے ساتھ اسکا نکاح حرام قرار پائے۔کیونکہ قطع رحمی اور نسبی احترام کی خلاف ورزی کی جو علت ہے وہ ان رشتوں میں بھی پائی جاتی ہے۔[13]

دلالۃ النص:

"فھی ماعلم علة للحکم المنصوص علیه لغةلااجتھاداواستنباطا"[14]

ترجمہ: دلالۃ النص وہ ہے کہ جس کے منصوص علیہ حکم کی علت لغۃ سے ہی سمجھ آجائے اس کے لئے اجتہاد واستنباط اور زیادہ غوروخوض نہ کرنا پڑے۔

جیسا کہ قیاس میں علت کی تلاش کے لئے صرف لغت پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا بلکہ خوب اجتہاد وقیاس کے بعد ہی علت تلاش کی جاتی ہے۔مثلا:

"فلاتقل لھما اف ولاتنھرھما"۱۵

یہاں حکم اور علت دونوں لغوی مفہوم ہی سے معلوم ہورہے ہیں۔ایک عالم آدمی علت مؤثرہ کولغت سے ہی آسانی کے ساتھ جان رہا ہے کہ جب "اف" جوکہ ایذا وتکلیف کی ادنیٰ مقدار ہے وہ منع ہے تولامحالہ ضرب اورسب وشتم بھی ضرور منع ہے۔یہ بات بغیرغوروفکر کے ہی سمجھ آرہی ہے۔

گویا قیاس میں علت کی مساوات وبرابری کوغوروفکر سے اوردلالۃ النص میں لغوی مفہوم سے ہی سمجھ لیاجاتاہے۔۱۶

(۴)طرد اور طردی میں فرق:

طرد کامعنی ہے اخراج'برطرفی'باہرنکالناوغیرہ۔۱۷

طردکی تعریف یہ ہے:

"مایوجب الحکم لوجودالعلۃ وھوالتلازم فی الثبوت "۱۸

ترجمہ:طرد وہ وصف ہے جووجودعلت پرحکم کولازم کرے اورکسی شئی کے ثبوت میں یہ ضروری ہے۔

"ای کلماثبت الوصف ثبت معہ الحکم"۱۹

یعنی:وصف ثابت ہوجائے تواس کے ساتھ ہی حکم بھی ثابت ہوجائے۔

بعض اصولیین نے وصف کے طردہونے کاثبوت پیش نہ کرنے پر یہ شرط لگائی ہے کہ وصف اگر بالذات مناسب ہےتو قیاس شبہ ہے طردنہیں ہے۔۲۰

الوصف الطردی:"ھوالذی لیس فی اناطۃ الحکم بہ مصلحۃ کالطو والقصر "۲۱

ترجمہ:وصف طردی ایساوصف ہے جومصلحت کے پیش نظربھی حکم سے جدانہ کیاجاسکے جیسے۔کسی شی کی لمبائی اورچھوٹاہوناوغیرہ۔

(۵)شبہہ اورمناسب میں فرق:

قیاس شبہ چونکہ وصف طردی اوروصف مناسب کے درمیان درمیان ہوتاہے۔اگرمناسب وصف متحقق نہ ہوتواس میں طردی کاشبہ ہوتاہے۔اوراگرقیاس شبہ میں انتفاء متحقق نہ ہوتووصف مناسب کاشبہ ہوتاہے۔اسی لئے اس کی تعریف دوطرح سے کی گئی ہے:

نمبرا:قاضی یعقوب کہتے ہیں:

"ان الشبه هوان يترددالفرع بين اصلين فيلحق باكثرهماشبها" ۲۲

ترجمہ: شبہ وہ قیاس ہے جس کی فرع دواصلوں کے درمیان متردد ہواور پھر جواصل فرع سے زیادہ مشابہ ہواس کے ساتھ فرع کوملادیا جائے۔

مثلا: جیسے عبد(غلام) اگرقتل ہوجائے توکیا قاتل سے اس کی قیمت وصول کریں گے یادیت لیں گے؟ کیونکہ ''عبد'' مال سے بھی مشابہ ہے کہ اسے بیچا جاتا ہے۔ ہبہ بھی کیا جاتا ہے اور وراثت میں بھی منتقل ہوتا ہے۔ اور ''عبد'' آزاد آدمی سے بھی مشابہ ہے کہ ثواب وعذاب کا مستحق اور طلاق ونکاح کا مالک بھی ہے۔ ''عبد'' کی مشابہت ''مال'' کے ساتھ زیادہ قوی ہے لہذا قتل ہونے کی صورت میں اس کی قیمت وصول کی جائے گی۔ اور بعض نے اس کے برعکس بھی کہا ہے۔

جمہور علماء اصول کا اس بات پر اجماع ہے کہ غلبہ اشباہ قیاس شبہہ کے شبہ کوختم نہیں کرسکتا ہے البتہ غلبہ اشباہ سے وہ قیاس سب سے زیادہ قوی قیاس شبہ ہوجاتی ہے۔ کبھی یہ شبہ حکم اورصفت دونوں میں پایا جاتا ہے جیسے اوپر ''عبد'' کی مثال گزری ہے۔ اور کبھی یہ شبہ صرف صفت میں پایا جاتا ہے جیسے ربوا کے معاملے میں گندم اور جو کا طعام ہونا مشتبہ ہے۔ اور کبھی یہ شبہ صرف حکم میں ہوتا ہے جیسے خلوت صحیحہ سے دخول پر شبہ ہوتا ہے حق مہر کے مرتب ہونے میں۔

قیاس شبہ کی دوسری تعریف یہ ہے:

"ان الشبه هوالجمع بين الاصل والفرع بوصف يوهم اشتماله على حكمة الحكم من جلب مصلحة اودفع مفسدة" ۲۳

ترجمہ: قیاس شبہ وہ ہے جواصل وفرع کوایسے وصف کے ذریعے جمع کرے کہ جس کے حکم کی حکمت مشتبہ ہوکہ وہ کسی مصلحت کو چاہتا ہے یا کسی فساد کودور کرنا چاہتا ہے۔

لہذا قیاس شبہ کے اوصاف کی تین قسمیں ہیں:

نمبر۱: وصف مناسب: جیسے ''نشہ'' اس پر جوقیاس ہوتا ہے وہ قیاس العلۃ کہلاتا ہے۔

نمبر۲: وصف طردی: جیسے ''طول اور قصر'' اس پر قیاس کرنا باطل ہے۔

نمبر۳: قیاس شبہ: جس کے حکم کی مصلحت میں وھم اور شبہ ہو۔ جیسے مسح الرأس اور مسح الخف کوتکرار نفی میں اس لئے جمع کرنا کہ دونوں مسح ہیں۔ یا ان کو اعضائے مغسولہ پر قیاس کرنا تین بار دھونے میں کیونکہ

یہ بھی چہرے کی طرح اعضائے مغسولہ ہیں۔[۲۴]
اشباہ کے غلبہ کی وجہ سے کبھی وصف مناسب ہوجاتا ہے اور کبھی طردی ہوجاتا ہے۔شبہ پر جب احکام مرتب ہوتے ہیں تو عقل اس کا ادراک نہیں کر پاتی مثلا لوگوں کا یہ کہنا کہ وضو میں نیت شرط ہے۔شرع نے بتایا کہ تیمّم میں نیت شرط ہے۔اور وصف مناسب پر جب احکام مرتب ہوتے ہیں تو عقل اس کا ادراک کرلیتی ہے چاہے حکم ابھی نازل نہ ہوا ہو جیسے بعض عربوں نے خود پر شراب کو حرام کرر کھا تھا اس لئے کہ ان کی عقل نے پہلے ہی ادراک کرلیا تھا کہ شراب زوال عقل کا باعث ہے۔جیسے قیس بن عاصم المنقری التمیمی کا ذکر مؤرخین نے اپنی کتابوں میں کیا ہے۔اور خلفاء راشدین نے بھی اسی لئے زمانہ جاہلیت میں بھی شراب نہیں پی تھی۔[۲۵]

۶۔علت اور سبب میں فرق:

"فالسبب مایکون طریقا الی الشئی بواسطة کالطریق فانه سبب"[۲۶]

ترجمہ:تو سبب وہ چیز ہے جو کسی شئی تک پہنچنے کا راستہ ہو بطور واسطہ ووسیلہ کے جیسے کہ یہ سبب ہے۔(چلنے والوں کو منزل مقصود تک پہنچانے کا وسیلہ ہے)۔
اور کنویں سے ڈول کے ذریعہ پانی نکالنے کے لئے رسی سبب ہے۔اور جو بھی طریق الی الحکم ہو کسی بھی واسطہ سے تو شرعا وہ سبب ہے۔اور جو واسطہ ہے اس کا نام علت ہے۔
مثلا:اصطبل یا پنجرہ کا دروازہ کھولنا یا غلام وقیدی کی زنجیر کھول دینا ہر ایک ان کے تلف ہونے کا سبب ہے۔اس میں واسطہ' گھوڑے' پرندے اور قیدی کا ہونا ہے جو علت ہے اس تلف کی۔
سبب' علت کے ساتھ جمع ہوجائے تو حکم علت کی طرف منسوب ہوتا ہے۔اگر علت کی طرف حکم کی نسبت دشوار ہو تو پھر سبب کی طرف حکم منسوب ہوتا ہے۔اسی لئے احناف کہتے ہیں:
کہ کسی نے بچہ کو چھری دی اور اس نے چھری سے خود کو قتل کر ڈالا تو چھری دینے والا ضامن نہ ہوگا۔کہ فعل قتل بچہ کی طرف منسوب ہے۔اگر چھری گری اور بچہ زخمی ہوگیا تو اب چھری دینے والا ضامن ہے۔
کبھی سبب' علت کے معنی میں ہوتا ہے۔اس وقت حکم اس کی طرف منسوب ہوتا ہے۔یہ تب ہے جب علت' سبب کی وجہ سے پیدا ہو۔احناف کہتے ہیں کہ کسی نے جانور کو چلایا اور اس نے دوڑ کر یا سنگ

مار کر کسی شئ کو ضائع کیا تو جانور کو چلانے والا ضامن ہوگا۔

کبھی سبب' قائم مقام علت کے ہوتا ہے۔جبکہ علت کی حقیقت واضح نہ ہو۔اس علت کا اعتبار ساقط اور حکم کا مدار سبب پر ہوتا ہے۔تاکہ مکلّف کے لئے آسانی پیدا ہو۔مثلاً پوری نیند کا ہونا حدث کے قائم مقام ہے۔اسی طرح خلوت صیحہ وطی کے قائم مقام ہے۔

کبھی غیر سبب کو مجاز سبب کہا جاتا ہے۔جیسے قسم کھانا کہ یہ کفارہ کا سبب کہلاتا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ قسم توڑیں گے تو کفارہ لازم آتا ہے۔

اسی طرح شرط کے ساتھ حکم کو معلق کرنے کو بھی سبب کہتے ہیں۔مثلاً طلاق اور عتاق کو کسی شرط کے ساتھ معلق کرتے ہیں جبکہ حقیقتاً تعلیق سبب نہیں ہوتا ہے۔۲۷

۷۔علت اور حکمت میں فرق:

علت کے لغوی معنی ہیں:ایسا عارض جو محل کے اوصاف میں تبدیلی پیدا کرے اس کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"وھو الوصف الذی بنی علیہ حکم الاصل وبناء علی وجودہ فی الفرع یسوی بالاصل فی حکمہ"۲۸

ترجمہ:علت ایسا وصف ہے جس پر اصل کے حکم کی بنیاد ہو۔اور اس وصف کا فرع میں پایا جانا جو کہ فرع کو اصل کے حکم میں برابر کرتا ہے۔

"ویعبر عنھا بالوصف الجامع بین الاصل والفرع وفی معناھا شرعاً اقوال یبنی علیھا مسائل تاتی"۲۹

ترجمہ:علت سے مراد ایسا وصف ہے جو اصل فرع کو حکماً جمع کرتا ہے اور شرعاً ایسے اقوال کو علت کہتے ہیں جو آنے والے مسائل کی بنیاد ہوں۔علت کے لئے وہ وصف ضروری ہے جو ظاہر ہو' منضبط ہو اور مناسب ہو۔اور علت کا حکم کے تمام افراد میں نظر آنا ضروری ہے جس کی وجہ سے حکم آتا ہے۔مثلاً (نشہ) شراب کی حرمت کی علت ہے۔جب یہی علت (نشہ) نبیذ میں پایا گیا تو ہم نے حکم لگا دیا کہ نبیذ بھی (نشہ) کی وجہ سے شراب کی طرح حرام ہے۔۳۰

حکمت کی تعریف:

"علم یبحث فیہ عن حقائق الاشیاء علی ماھی علیہ بالوجود بقدر الطاقۃ البشریۃ" ۳۱

ترجمہ: حکمت ایسا علم ہے جس میں اشیاء کے حقائق سے بحث کی جاتی ہے جن پران اشیاء کا وجود قائم ہے بشری طاقت کے مطابق۔

حکمت مصلحت کو کہتے ہیں کہ جس پر احکام کی بنیاد ہے۔اس میں خفا ہوتا ہے اس کو منضبط کر کے عقل وفہم کے مطابق بنانا مشکل ہے اوراس کے حکم کا تمام افراد میں نظر آنا ضروری نہیں ہے۔

حنابلہ کے نزدیک حکمت کو علت قرار دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔کیونکہ ہر حکم میں کوئی حکمت ہوتی ہے جس سے علت تلاش کی جاتی ہے۔چنانچہ ابن تیمیہ اورابن قیم کے قیاس میں بکثرت اس کی مثالیں موجود ہیں۔

مثلاً: حق شفعہ ثابت کرنے کی علت جائیداد میں شرکت اوراس کی حکمت پڑوس کی تکلیف دورکرنا ہے۔جواجنبی یعنی تیسرے فریق کے آنے سے ممکن ہے۔شفعہ اسی کے لئے مقررکیا گیا ہے۔ظاہر ہے یہ تکلیف ہمیشہ نہیں رہتی بلکہ کبھی تیسرے فریق کے آنے سے سہولت پیدا ہوجاتی ہے ۔اگراس (حکمت) کو حکم کی بنیاد قرار دیا جائے تو رفع حرج ہر جگہ نہیں پایا جاتا ہے لہذا (شرکت) کو علت بنایا گیا ہے جو ہر جگہ پائی جاتی ہے۔۳۲

علت وہ وصف ہے جو ابتدا ہی سے احکام کی بنیاد ہے۔اوراصول وضوابط اورحدود وقیود کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔جبکہ حکمت،اصول وحدود کی مصلحت پر دلالت کرتی ہے۔جس سے علت نکالی جاتی ہے۔اس کا عقل کے مطابق ہونا ضروری ہے۔تاکہ نت نئے حادثات وواقعات کے احکام معلوم کرنے کے قابل ہو۔

۸۔علت اورعلامت میں فرق:

علت کے لغوی معنی ہیں:

"عبارۃ عن معنی یحل بالمحل فیتغیر بہ حال المحل بلااختیار" ۳۳

ترجمہ: علت ایسے معنی سے عبارت ہے جو محل میں داخل ہوتا ہے تو محل کے حال کو بے اختیار متغیر کردیتا ہے۔اسی لئے مرض کو بھی علت کہتے ہیں کہ یہ جب اپنے محل (انسان) میں داخل ہوتی ہے

تواس کے حال (صحت) کو متغیر کردیتی ہے۔یعنی آدمی قوت سے ضعف کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔علت کا شرعی معنی یہ ہے:

''عبارة عمایجب الحکم به معه''۳۴

ترجمہ: ایسا معنی کہ جس کے سبب حکم واجب ہوتا ہے اوراس کے ساتھ ہی۔یعنی جیسے علت پائی جائے ساتھ ہی حکم بھی پایا جائے۔

علت کا اصطلاحی معنی ہے:

''هی مایتوقف علیه وجود الشئی ویکون خارجا موثرا فیه''۳۵

ترجمہ: علت وہ وصف ہے جس پر دوسری شئی کا وجود موقوف ہے اور یہ علت شئی سے خارج ہوتی ہے لیکن شئی میں مؤثر ہوتی ہے۔

علامت: کے معنی نشانی اوراشارہ ہے۔

اس پر کسی شئی کا وجود موقوف نہیں ہوتا ہے۔اورعلامت حکم تک پہنچاتی نہیں ہے بلکہ صرف حکم پر دلالت کرتی ہے۔جیسے:

زانی کا محصن ہونا رجم کی علامت ہے اورزنا رجم کی علت ہے۔

علت دوسری شئی میں مؤثر جبکہ علامت دوسری شئی میں مؤثر نہیں ہوتی ہے۔

علت شارع کے حکم کا باعث ہوتی ہے جبکہ علامت شارع کے حکم کو باعث نہیں ہوتی ہے۔

علت فرع میں ثبوت حکم کے لئے وضع کی گئی ہے جبکہ علامت میں ایسا نہیں ہے۔۳۶

۹۔شرط اورسبب میں فرق:

شرط:''واما الشرط هو مایختلف الحکم بوجوده وعدمه'وهو مقارن غیر مفارق للحد'کالعلةسواء الاانه لاتاثیر له فیه'وانماهو علامة علی الحکم من غیر تاثیر اصلا''۳۷

ترجمہ: اورشرط وہ ہے جس کے ہونے یا نہ ہونے سے حکم بدل جائے۔اورشرط تعریفات کوملاتی ہے جدانہیں کرتی ہے۔جیسے کہ علت' برابر ہے کہ وہ شئی میں مؤثر ہویا صرف حکم کی علامت بنے اورمؤثر نہ ہو۔

سبب: ''وان جری مقارناللشئی 'اوغیر مقارن لاتاثیر للشئی فیه'دل انه سببه'' ۳۸؎
ترجمہ: اور اگر کسی شئی کا موازنہ کرے یا نہ کرے لیکن شئی میں مؤثر نہ ہوتو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ شئی کا سبب ہے۔ گویا شرط سے حکم کے وجود کا تعلق ہے کہ اس کے بغیر حکم وجود میں نہیں آتا ہے اور سبب سے حکم کے لئے ذریعہ کا تعلق ہے کہ اس کے بغیر حکم تک پہنچا نہیں جاسکتا ہے۔ ۳۹؎

۱۰۔ سبب اور دلیل میں فرق:

سبب کے لغوی معنی ہیں: راستہ اور طریقہ جو منزل تک پہنچتا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:
''وآتینامن کل شئی سببا'' ۴۰؎
ترجمہ: اور ہم نے اس کو ہر طرح کا سامان دیا تھا۔
''ای طریقا موصلاالیه'' ۴۱؎
یعنی: ایسا طریقہ جو اس کو حکمرانی تک پہنچانے والا تھا۔
لغت میں سبب کا معنی ہے:
''اسم لمایتوصل به الی المقصود'' ۴۲؎
ترجمہ: ایسا اسم جس کے ذریعے مقصود تک رسائی حاصل کی جائے۔
فقہاء کی اصطلاح میں سبب یہ ہے: ''مایکون طریقا الی الحکم'' ۴۳؎
علماء اصول کے نزدیک سبب یہ ہے:
''اماالسبب الحقیقی فمایکون طریقا للوصول الی الحکم'' ۴۴؎
ترجمہ: سبب حقیقی وہ ہے جو حکم تک پہنچنے کا طریقہ ہے۔
کیونکہ سبب مجازی حکم تک نہیں پہنچاتا بلکہ کفارہ کا باعث بنتا ہے۔ سبب کی چار قسمیں ہیں: سبب حقیقی، سبب مجازی، سبب لہ شبہ العلہ وسبب فیہ معنی العلۃ۔ ۴۵؎
دلیل کے لغوی معنی ہیں:
''هوالمرشدومابه الارشاد'' ۴۶؎
ترجمہ: دلیل وہ شئی ہے جو راہنمائی کرے حکم کی طرف یا اس کے ذریعے راہنمائی کی جائے۔
دلیل کی اصطلاحی تعریف یہ ہے:

"ھو الذی یلزم من العلم به العلم شئی آخر"[۴۷]

ترجمہ: دلیل وہ ہے کہ جس کے علم سے دوسری شئی کا علم حاصل ہونا لازم ہو۔سبب اپنے مسبب میں مؤثر ہوتا ہے۔جبکہ دلیل اپنے مدلول کا پتہ بتاتی ہے اس میں مؤثر نہیں ہوتی ہے۔

سبب اپنے مسبب پر مقدم ہوتا ہے جبکہ دلیل پر اس کا مدلول مقدم ہوتا ہے جیسے محبت کی خبر محبت کی دلیل ہے مگر اس کا اثر مدلول (محبوب) میں نہیں آتا ہے۔دلیل کا قائم ہونا مدلول کے قائم مقام ہے۔

مثلا: کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو مجھ سے محبت کرے گی تو تجھے طلاق ہے اس نے سچ یا جھوٹ کہدیا کہ میں تجھ سے محبت کرتی ہوں تو طلاق واقع ہوجائے گی جبکہ اسی مجلس میں کہا ہو ہاں اگر اس مجلس کے بعد کہا تو طلاق نہیں ہوگی کیونکہ یہ قول (مشبہ بالتغییر) خیار رویت کے مشابہ ہے جس میں مجلس کا ایک ہونا ضروری ہے کہ مجلس تک ہی خیار محدود و معتبر ہوتا ہے۔[۴۸] (جاری ہے)

حواشی

۱۔التعریفات، ص ۱۷۰۔ ۲۔ایضا۔ ۳۔ایضا۔

۴۔فن اصول فقہ کی تاریخ، ص ۵۶، ۵۷۔ ۵۔التعریفات، ص ۳۲۔

۶۔ایضا۔ ۷۔ایضا۔ ۸۔فن اصول فقہ کی تاریخ، ص ۵۶۔۵۷

۹اصول شاشی، ص ۹۔ ۱۰۔اصول شاشی، ص ۶۔ ۱۱۔اصول شاشی، ص ۷۔

۱۲۔اصول شاشی، ص ۸۳۔

۱۳۔برھان الدین مرغینانی۔ھدایہ۔کتاب النکاح فصل فی بیان المحرمات۔

۱۴۔اصول شاشی، ص ۳۰۔ ۱۵۔بنی اسرائیل: ۳۴۔ ۱۶۔اصول شاشی، ص ۳۰۔

۱۷۔القاموس الجدید، باب الطاء۔ ۱۸۔التعریفات، ص ۱۴۴۔

۱۹۔مذکرہ، ص ۳۱۳۔ ۲۰۔مذکرہ، ص ۳۱۴۔ ۲۱۔مذکرہ، ص ۳۱۵۔

۲۲۔مذکرہ، ص ۳۱۶۔ ۲۳۔مذکرہ، ص ۳۱۷ ۲۴۔مذکرہ، ص ۲۱۸۔

۲۵۔مذکرہ، ص ۳۲۰۔ ۲۶۔اصول شاشی، ص ۹۶۔

۲۷۔اصول شاشی ص ۹۶۔۹۷ نیز قواطع الادلہ ص ۲۷۷ و مابعدہ ج ۲۔

۲۸۔الوجیز فی اصول الفقہ، عوض احمد، ص ۴۶۔

۲۹۔غایۃ الوصول ص ۱۱۴ شیخ الاسلام ابی یحیٰ زکریا الانصاری الشافعی مکتبہ ومطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ

☆حافظ علی تکبیرۃ الاحرام جماعۃ واکثر المکث فی المسجد وعود نفسک المبادرۃ للصلاۃ تجد السرور.☆

مصر ۱۲۶۰ھ ۱۹۴۱ء م۔
۳۰۔غایۃ الوصول ص ۱۱۴۔
۳۱۔التعریفات ۔باب الحاء ص ۹۶۔
۳۲۔اجتہاد، ص ۱۶۲۔۱۶۳۔
۳۳۔التعریفات، باب العین، ص ۱۵۶۔
۳۴۔التعریفات باب العین، ص ۱۵۶۔
۳۵۔ایضا۔
۳۶۔اجمل الحواشی، ص ۳۸۶۔
۳۷۔قواطع الادلۃ، ص ۲۷۷، ج ۲۔
۳۸۔قواطع الادلۃ، ص ۲۷۶، ج ۲۔
۳۹۔اجتہاد، ص ۱۵۲۔
۴۰۔سورۃ مریم۔
۴۱۔الحسامی مع شرح النامی، ص ۲۴۷۔
۴۲۔الحسامی مع شرح النامی، ص ۲۴۶۔
۴۳۔الحسامی، ص ۱۲۹۔
۴۴۔الحسامی مع شرح النامی، ص ۲۴۸۔
۴۵۔الحسامی مع شرح النامی، ص ۲۴۸۔
۴۶۔التعریفات، ص ۱۰۸۔
۴۷۔التعریفات، ص ۱۰۸۔
۴۸۔نورالانوار، ص ۲۷۷۔

اسلامی نظریاتی کونسل

ادارہ جاتی پس منظر اور کارکردگی

ایک منفرد تحقیقی دستاویز

فکری پس منظر۔ریاست پاکستان کے ابتدائی نظریاتی اقدامات۔
پہلی دستور ساز اسمبلی کے قائم کردہ نظریاتی ادارے
دوسری دستور ساز اسمبلی اور تشکیل دستور
دستور ۱۹۵۶ کے تحت قائم ہونے والے نظریاتی ادارے
دستور ۱۹۶۲ کے تحت قائم ہونے والے نظریاتی ادارے
دستور ۱۹۷۳ کے تحت قائم ہونے والے نظریاتی ادارے
......اور دیگر متعدد عنوانات۔

حاصل کرنے کے لئے رابطہ
سیکرٹری اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد

☆ایاک والذنوب فانها مصدر الهموم والاحزان وهی سبب النکبات وباب المصائب والازمات .☆